بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کی مشہور

تفسیر بیان القرآن

کی تسہیل اور اختصار بنام

تفسیر فہم قرآن

(پارہ ٦)

تالیف

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (ایم بی بی ایس)

مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

مجلس نشریات قرآن

ا۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ا

کراچی 74600

حکم 41: زبان سے شکایت کے جواز عدم جواز کی تحقیق اور عفو کی فضیلت

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

ترجمہ: نہیں پسند کرتا اللہ ظاہر کرنا بری بات کا مگر جس پر ظلم ہوا ہو، اور ہے اللہ سننے والا جاننے والا۔ اگر تم کھول کر کرو کوئی بھلائی یا چھپاؤ اس کو یا معاف کرو برائی کو تو بے شک اللہ (بھی) ہے معاف کرنے والا بڑی قدرت والا۔

تفسیر: (اللہ تعالیٰ بری بات) یعنی کسی میں دین یا دنیا کا عیب ہو تو اسکو (زبان پر لانے کو) کسی کے لئے (پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے) کہ اپنے مظالم کی نسبت کچھ حکایت شکایت کرنے لگے تو وہ گناہ نہیں (اور اللہ تعالیٰ) مظلوم کی بات (خوب سنتے ہیں) اور ظالم کے ظلم کی حالت (خوب جانتے ہیں) اس میں اشارہ ہے کہ مظلوم کو بھی خلاف واقعہ کہنے کی اجازت نہیں، اور اگر چہ ایسی شکایت جائز تو ہے لیکن (اگر نیک کام علانیہ کرو یا اس کو خفیہ کرو) جس میں معاف کرنا بھی آ گیا (یا) بالخصوص (کسی) کی برائی (کو معاف کر دو تو) زیادہ افضل ہے کیونکہ (اللہ تعالیٰ) بھی (بڑے معاف کرنے والے ہیں) اور باوجود یکہ (پوری قدرت والے ہیں) کہ اپنے مجرموں سے ہر طرح انتقام لے سکتے ہیں، مگر پھر بھی اکثر معاف ہی کر دیتے ہیں، پس اگر تم ایسا کرو تو اول تو اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپنانا بھی مطلوب ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرنے کی امید ہو گی۔

فائدہ: 1- اس آیت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ منافقوں کی اصلاح چاہتے ہو تو ان کی ایذاء اور شرارت پر صبر کرو اور نرمی اور پردہ سے ان کو سمجھاؤ ظاہر کے لعن طعن سے بچو اور کھلا مخالف مت بناؤ۔

2- نفی واستثناء سے جو حصر ہوا ہے یہ حصر حقیقی نہیں کیونکہ ظالم کے علاوہ اور بھی بعض شخص کی برائی کا اظہار جائز ہے مثلاً وہ شخص جس سے کوئی دینی یا دنیوی مضرت پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کے حال سے لوگوں کو مطلع کر دینا درست ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ضرورت ومصلحت کے بغیر کسی کی عیب گوئی درست نہیں۔

ربط: آگے کفار کے فرقہ یہود کی چند قباحتوں کا ذکر ہوتا ہے۔

پہلی قباحت

www.askfatwa.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ

یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ
رُسُلِہٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّیُرِیۡدُوۡنَ
اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ
حَقًّا ۚ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ
وَرُسُلِہٖ وَلَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ
اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۵۲﴾

ترجمہ: بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعض کو اور انکار کرتے ہیں بعضوں کا اور چاہتے ہیں کہ پکڑیں اس کے بیچ میں ایک راہ، ایسے لوگ ہی ہیں کافر یقیناً اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے عذاب اہانت آمیز۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور نہ فرق کیا ان میں سے کسی میں بھی، یہ لوگ ہیں کہ (اللہ) ضرور دے گا ان کو ان کے ثواب اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

تفسیر: (جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ) جیسا کہ آگے ان کے مذکورہ عقیدہ اور قول سے صاف طور پر لازم آتا ہے (اور) کفر کرتے ہیں (اس کے رسولوں کے ساتھ) یعنی بعض کے ساتھ تو صراحۃً کیونکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے اور کل رسولوں کے ساتھ لازم کے طور پر جیسا آگے آتا ہے (اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں) کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر ایمان نہیں لاتے جس کی یہ صورت کی کہ بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے (اور) اپنے اس عقیدہ کو زبان سے بھی (کہتے ہیں کہ ہم) پیغمبروں میں سے (بعض پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کے منکر ہیں) اس قول اور اس عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی کفر لازم آگیا اور سب رسولوں کے ساتھ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور ہر رسول نے سب رسولوں کو رسول کہا ہے، جب بعض کا انکار ہوا تو اللہ تعالیٰ کی اور باقی رسولوں کی تکذیب ہوگئی جو کہ ضد ہے تصدیق اور ایمان کی (اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں) کہ نہ سب پر ایمان

www.askfatwa.com

رہے جیسے مسلمان سب پر ایمان رکھتے ہیں، اور نہ سب کا انکار رہے جیسا کہ مشرکین کرتے تھے سو (ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں) کیونکہ بعض کے ساتھ کفر بھی کفر ہے۔ اور ایمان اور کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، جب سب پر ایمان نہ ہوا تو کفر ہی ہوا (اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے) وہی ان کے لئے بھی ہوگی۔ (اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں) ایمان لانے کے اعتبار سے (فرق نہیں کرتے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ثواب دیں گے اور) چونکہ (اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں) اس لئے ایمان لانے سے پہلے جتنے گناہ ہو چکے ہیں سب بخش دیں گے اور چونکہ وہ (بڑی رحمت والے ہیں) اس لئے ایمان کی برکت سے ان کی نیکیوں کو کئی گنا بڑھا کر خوب ثواب دیں گے۔

یہود کی دوسری قباحت

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

ترجمہ: درخواست کرتے ہیں تجھ سے اہل کتاب کہ تو اتار لائے ان پر خاص تحریر آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے زیادہ بڑی چیز اس سے اور کہا تو دکھلا دے ہم کو اللہ کھلم کھلا سو آن پکڑا انکو بجلی کی کڑک نے ان کے ظلم (یعنی ان کی گستاخی) کے باعث۔ پھر اختیار کیا انہوں نے بچھڑے کو (عبادت کے لئے) اس کے بعد کہ آ چکے ان کے پاس (بہت سے) دلائل پھر معاف کیا ہم نے اس گناہ کو اور دیا ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو رعب کھلا۔

تفسیر: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (آپؐ سے اہل کتاب) یہود (یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپؐ ان کے پاس ایک خاص تحریر آسمان سے منگوا دیں۔ سو) آپؐ ان لوگوں سے اس کو عجیب نہ سمجھئے کیونکہ یہ فرقہ ایسا معاند ہے کہ (انہوں نے) یعنی اس فرقہ کے جو لوگ موسیٰ علیہ السلام کے وقت موجود تھے انہوں نے (موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کھلم

کھلا) بلا حجاب (دکھلا دو، جس پر ان کی گستاخی کے سبب ان پر بجلی کی کڑک آ پڑی، پھر) اس سے بڑھ کر ان کی یہ حرکت ہو چکی ہے کہ (انہوں نے گوسالہ کو) پرستش کے لئے (اختیار کیا تھا اس کے بعد کہ) حق و باطل کی تعیین کے بہت سے (دلائل ان کو پہنچ چکے تھے) یعنی موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں جن میں سے غرق فرعون کا بہتوں کو مشاہدہ بھی ہو چکا تھا (پھر ہم نے ان سے درگذر کر دیا تھا، اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا) اس رعب پر اور ہماری درگزر اور عنایت باوجود ان لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ نہ عنایت سے متاثر ہوتے تھے نہ رعب سے۔

فائدہ: 1- روح المعانی میں روایت ہے کہ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ عناد یہ درخواست کی کہ ہم آپ کو اس وقت مانیں گے جب آپ ہم میں سے ہر یہودی کے نام بنام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحریر منگوا دیں جس کا یہ مضمون ہو کہ از جانب خدا تعالیٰ بنام فلاں یہودی یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں۔

2- اللہ تعالیٰ کی رویت کی درخواست تحریر کی درخواست سے بڑھ کر اس لئے ہے کہ کتب الٰہی تو دنیا میں نازل ہوتی آئی ہیں گو غیر نبی کے پاس نہیں آئیں مگر رویت الٰہی تو کبھی دنیا میں واقع نہیں ہوئی۔

3- گوسالہ پرستی رویت الٰہی کے مطالبہ سے بڑھ کر اس لئے ہے کہ رویت الٰہی تو دنیا میں نہیں مگر آخرت میں تو مومنین کو ہو گی لیکن غیر اللہ کا معبود ہونا تو محال عقلی ہے۔

ربط: آگے یہود کی بعض اور جہالتوں کا ذکر ہے جس سے ان کی تشنیع بھی مقصود ہے اور رسولؐ کی اور زیادہ تسلی بھی مطلوب ہے۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ

بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ

لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اور اٹھایا ہم نے ان کے اوپر (پہاڑ) طور کو ان سے عہد لینے کے واسطے اور ہم نے کہا ان سے داخل ہو دروازہ میں عاجزی کرتے ہوئے اور ہم نے کہا ان سے کہ مت کرو زیادتی ہفتہ کے دن میں اور لیا ہم نے ان سے عہد مضبوط۔

تفسیر: (اور) جب انہوں نے تورات کی شریعت کو ماننے سے صاف انکار کر دیا تو (ہم نے ان لوگوں سے) تورات پر عمل کرنے کے (قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے اوپر)

www.askfatwa.com

محاذات میں (معلق کر دیا تھا) کہ شریعت کو ماننا ہی ہوگا ورنہ پہاڑ کے نیچے کچل دیئے جاؤ گے (اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ) جب شہر ایلیا میں داخل ہوتو (دروازہ میں عاجزی سے) اطاعت خداوندی کے جذبہ کے ساتھ (داخل ہونا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ ہفتہ کے دن کے بارے میں) جو حکم تم کو ملا ہے کہ شکار نہ کرو اس میں شرع کی حد سے (تجاوز مت کرنا اور ہم نے ان سے) ان احکام پر عملدرآمد کے بارے میں (قول وقرار نہایت شدید لیا) لیکن ان لوگوں نے اس قدر اہتمام کے باوجود پھر اپنے عہد کو توڑ ڈالا۔

یہود کی مزید قباحتیں

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ
حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا
عَظِيْمًا ۙ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ
الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ
اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا
لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
شَهِيْدًا ۚ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ: (ان کو جو سزا ملی) تو بسبب ان کے توڑنے کے اپنے عہد کو اور ان کے انکار کرنے کے اللہ کے احکام کا اور ان کے قتل کرنے کے پیغمبروں کو ناحق اور ان کے اس کہنے کے کہ ہمارے دل محفوظ ہیں۔ (ان کے دل محفوظ نہیں) بلکہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر بسبب ان کے کفر کے سو نہیں ایمان رکھتے مگر تھوڑا۔ اور بسبب ان کے کفر کے اور ان کے کہنے

کے مریم پر بڑا بہتان اوران کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو۔ اور نہ انہوں نے قتل کیا اس کو اور نہ سولی پر چڑھایا اس کو اور لیکن شبہ ڈال دیا گیا ان کے لئے۔ اور جن لوگوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں تو وہ لوگ اس بارے میں (غلط خیال) میں ہیں۔نہیں ہے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل سوائے اٹکل کی پیروی کے اورنہیں قتل کیا انہوں نے اس کو یقیناً بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا۔ اورنہیں کوئی شخص اہل کتاب سے مگر یہ کہ وہ ضرور ایمان لے آئے گا عیسی پر اپنی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوگا ان پر گواہ۔

تفسیر: (سوہم نے) ان کی حرکتوں کی وجہ سے ان کولعنت وغضب اور ذلت ومسخ وغیرہ کی (سزا میں مبتلا کیا) یعنی (ان کی عہدشکنی کی وجہ سے اور ان کے احکام الٰہیہ کے ساتھ کفر کی وجہ سے اور ان کے انبیاء) علیہم السلام (کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب) ایسے (محفوظ ہیں) کہ ان میں مخالف مذہب یعنی اسلام کا اثرنہیں ہوتا تو اپنے مذہب پر ہم خوب پختہ ہیں۔حق تعالیٰ اس پر ردفرماتے ہیں کہ یہ مضبوطی اور پختگی نہیں ہے (بلکہ ان کے کفر کے سبب ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے) کہ حق بات کی ان پر تاثیرنہیں ہوتی (سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل،) اور قدرے قلیل ایمان مقبول نہیں پس کافر ہی ٹھہرے۔(اور) ہم نے ان کولعنت وغیرہ کی سزا میں کچھ اور وجوہ سے بھی مبتلا کیا۔

i-(ان کے) احکام الٰہیہ کے انکار کرنے کی وجہ سے۔

ii-اور (حضرت) مریم (علیہا السلام (پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے) جس سے عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب بھی لازم آتی ہے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ سے ان کی براءت ظاہر فرما چکے ہیں۔

iii-(اور) بطور تفاخر کے (ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا جو کہ اللہ کے رسول ہیں) یہ کہنا خود دلیل ہے عداوت کی، اور عداوت انبیاء کے ساتھ کفر ہے (حالانکہ) علاوہ کفر ہونے کے خود ان کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ (انہوں نے) یعنی یہود نے (نہ ان کو) یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو (قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو) یعنی یہود کو (اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ) یعنی یہود و نصاریٰ (ان کے) یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے (بارے میں اختلاف کرتے ہیں) بعض یہود کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ مسیح جھوٹے تھے اس لئے ہمارا ان کو قتل کرنا بالکل برحق ہے، بعض یہودی تردد میں ہوئے کہ جس کو سولی دی گئی اس کا چہرہ تو مسیح کی طرح کا ہے لیکن باقی بدن کسی دوسرے آدمی کا ہے۔ بہت سے عیسائیوں

نے کہا کہ ان کے مادی جسم کو سولی دی گئی لیکن ان کے اندر کا خدا آسمان کی طرف چلا گیا۔ (وہ غلط خیال میں) مبتلا (ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی صحیح دلیل) موجود (نہیں، بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے) یعنی یہود نے (ان کو) یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو (اپنے دعوے کے برعکس یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا (بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف) یعنی آسمان پر (اٹھالیا) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پوچھنے پر کہ آج کون اپنے آپ کو مجھ پر قربان کرتا ہے اور اپنی جان کے بدلہ جنت خریدتا ہے، ایک جوان حواری نے اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تو وہ حضرت عیسی علیہ السلام کا ہمشکل بنا دیا گیا اور وہی مصلوب ومقتول ہوا، اور یہی سبب ہوا یہود کے اشتباہ کا اور اس اشتباہ نے اہل کتاب میں اختلاف پیدا کیا۔ (اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست) یعنی قدرت والے (حکمت والے ہیں) کہ اپنی قدرت وحکمت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالیا اور اٹھالیا، اور یہود کو بوجہ تشبیہ کے پتہ بھی نہ لگا (اور) یہود کو اپنا کذب اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کے انکار کا بطلان بہت جلد دنیا ہی میں ظاہر ہو جائے گا کیونکہ نزول آیت کے وقت سے لے کر کسی زمانہ میں (کوئی شخص اہل کتاب) یعنی یہود میں (سے) باقی (نہ رہے گا، مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی) نبوت کی (اپنے مرنے سے) ذرا (پہلے) جب کہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے (ضرور تصدیق کرے گا) گو اس وقت کی تصدیق نافع نہیں مگر ظہور بطلان کے لئے تو کافی ہے تو اس کے بجائے اگر اب ہی ایمان لے آئیں تو نافع ہو جائے (اور) جب عالم دنیا اور عالم برزخ دونوں ختم ہو چکیں گے یعنی (قیامت کے روز وہ) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ان) منکرین کے انکار (پر گواہی دیں گے،)

فائدہ: 1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ جو رسول اللہ آیا ہے یہ یہود کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ دیکھو ایسی عظیم ہستی کے بارے میں ایسا کہتے ہیں۔

2- وَ اِنۡ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ کی ایک دوسری تفسیر کے مطابق به اور موته دونوں میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے اور مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے بعد ان کی وفات سے پہلے جتنے بھی اہل کتاب یعنی نصاریٰ دنیا میں ہوں گے وہ ان کے بارے میں اپنے عقیدے کی اصلاح کریں گے اور صحیح عقیدہ کے ساتھ ان کو مانیں گے۔ یہود میں سے جو ان پر ایمان لائے وہ بھی اس زمرے میں داخل ہو گا باقی تمام یہودی ان کی وفات سے بہت پہلے دجال کے ساتھ نیست و نابود کر دیئے جائیں گے۔

یہود کی سزا کی ایک اور نوعیت

وہ یہ کہ قیامت میں تو انہیں عذاب ہو گا ہی، اس دنیا میں بھی ان کی گمراہی کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سی

www.askfatwa.com

پاکیزہ چیزیں جو پہلے سے حلال تھیں بطور سزا کے ان پر حرام کر دی گئیں۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ
طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾
وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ
بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٦١﴾

ترجمہ: سو بسبب ظلم (یعنی گناہوں) کے یہود کے ہم نے حرام کیں ان پر بہت سے پاک چیزیں جو حلال کی گئی تھیں ان کے لئے اور بسبب ان کے روکنے کے اللہ کی راہ سے بہت لوگوں کو اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ وہ روکے جا چکے تھے اس سے اور ان کے کھانے کی وجہ سے لوگوں کے مال باطل طریقوں سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو ان میں سے ہیں عذاب دردناک۔

تفسیر: (سو یہود کے انہی بڑے بڑے جرائم کے سبب) جن میں سے بہت سے امور سورہ بقرہ میں ذکر کئے (ہم نے بہت سی پاکیزہ) یعنی حلال و نافع اور لذیذ (چیزیں جو) پہلے سے (ان کے لئے) بھی (حلال تھیں) جیسا (سورہ آل عمران کی آیت 93 **كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ** میں ہے (ان پر) شریعت موسویہ میں (حرام کر دیں) جن کا بیان سورۃ انعام کی آیت 146 **وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ** الخ میں ہے اور وہاں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ ان حلال پاک چیزوں کو ان پر حرام کرنا ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کی بنا پر ہوا تھا۔ اور جب تک شریعت موسویہ رہی اس میں وہ سب حرام ہی رہیں کوئی حلال نہ ہوئی (بسبب اس کے کہ) وہ آئندہ بھی ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے، مثلاً یہی کہ (وہ) احکام میں تحریف کر کے یا حکم خداوندی کو چھپا کر (بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ) یعنی دین حق کے قبول کرنے (سے مانع بن جاتے تھے) کیونکہ ان کی اس کارروائی سے عوام کو خواہ مخواہ التباس ہو جاتا تھا، گو تحقیق کرنے سے وہ التباس دور ہو جانا ممکن تھا (اور بسبب اس کے کہ وہ سود لیا کرتے تھے، حالانکہ انکو) توریت میں (اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ) یعنی غیر مشروع ذریعہ (سے کھا جاتے تھے) پس اس طریق حق میں رکاوٹ بننے، سود لینے اور ناجائز طریقوں سے دوسروں کا مال کھا جانے کی وجہ سے جب تک شریعت موسوی باقی رہی تخفیف نہ ہوئی، البتہ شریعت عیسویہ میں کچھ احکام بدلے تھے، جیسا آیت **وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ**

عَلَيْكُمْ سے معلوم ہوتا ہے، پھر شریعت محمدیہؐ میں بہت تخفیف ہوگئی جیسا يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ الخ سے ثابت ہے، یہ تو دنیوی سزا تھی (اور) آخرت میں (ہم نے ان لوگوں کے لئے جو ان میں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے) البتہ جو قاعدہ شرعیہ کے موافق ایمان لے آئے اس کے پچھلے جرائم سب معاف ہوجائیں گے۔

فائدہ: شریعت محمدیہؐ میں بھی بعض چیزیں حرام ہیں، لیکن وہ کسی جسمانی یا روحانی ضرر کی وجہ سے حرام رکھی گئیں، بخلاف یہود کے کہ ان پر جو طیبات حرام کردی گئی تھیں ان میں کوئی جسمانی یا روحانی ضرر نہیں تھا، بلکہ ان کی نافرمانیوں کی سزا کے طور پر حرام کردی گئی تھیں۔

ربط: اوپر کی آیات میں ان یہود کا ذکر تھا جو اپنے کفر پر قائم تھے، اور مذکورہ بالا منکرات میں مبتلا تھے، آگے ان حضرات کا بیان ہے جو اہل کتاب تھے، اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور وہ صفات جو ان کی کتابوں میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق موجود تھیں آپؐ میں پوری پوری دیکھیں تو ایمان لے آئے، جیسے حضرت عبداللہ بن سلام و اسید و ثعلبہ رضی اللہ عنہم، ان آیات میں انہی حضرات کی تعریف و توصیف مذکور ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

ترجمہ: لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں سے اور جو ایمان والے ہیں سو (یہ سب) مانتے ہیں اس کو جو نازل کیا گیا تیری طرف اور جو نازل کیا گیا تجھ سے پہلے اور آفریں ہے نماز قائم کرنے والوں کو اور جو دینے والے ہیں زکوٰۃ کو اور یقین رکھنے والے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ لوگ ہیں ہم دیں گے ان کو بڑا ثواب۔

تفسیر: (لیکن ان) یہود (میں جو لوگ علم) دین (میں پختہ) اور اس کے موافق عمل کرنے پر مضبوط (ہیں) اور اسی آمادگی نے ان پر حق کو واضح اور قبول حق کو سہل کردیا (اور جو) ان میں (ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپؐ کے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب پر بھی) ایمان رکھتے ہیں (جو آپ سے پہلے) نبیوں کے پاس (بھیجی گئی) جیسے توریت و انجیل (اور آفرین ہے

ان پر جو) ان میں (نماز کی پابندی کرنے والے ہیں، اور جو) ان میں (زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو) ان میں (اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں) سو (ایسے لوگوں کو ہم ضرور) آخرت میں (ثواب عظیم عطا فرمائیں گے)۔

فائدہ: آیت میں جن حضرات کے لئے کامل اجر کا وعدہ ہے وہ ان کے ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے ہے، اور جہاں تک نفس نجات کا تعلق ہے وہ ضروری عقائد کی تصحیح پر موقوف ہے، بشرطیکہ خاتمہ بالایمان کی سعادت نصیب ہو،

ربط: یَسْئَلُکَ اَھْلُ الْکِتٰبِ سے یہودیوں کا ایک احمقانہ سوال نقل کر کے تفصیل سے اس کا الزامی جواب دیا گیا، یہاں ایک دوسرے عنوان سے اسی سوال کو باطل کیا جا رہا ہے کہ تم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے یہ شرط لگاتے ہو کہ آپ آسمان سے لکھی ہوئی کتاب لا کر دکھائیں تو بتاؤ کہ یہ جلیل القدر انبیاء جن کا ذکر ان آیات میں ہے ان کو تم بھی تسلیم کرتے ہو، اور ان کے حق میں تم اس طرح کے مطالبات نہیں کرتے، تو جس دلیل سے تم نے ان حضرات کو نبی تسلیم کیا ہے، یعنی معجزات سے، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی معجزات ہیں لہذا ان پر بھی ایمان لے آؤ، لیکن بات یہ ہے کہ تمہارا یہ مطالبہ حق کے لئے نہیں بلکہ عناد پر مبنی ہے۔

اس کے ضمن میں بعثت انبیاء کی حکمت بھی بیان کر دی گئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے بتا دیا گیا کہ یہ لوگ اگر آپ کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے تو اپنا انجام خراب کرتے ہیں۔ آپ کی نبوت پر تو خدا بھی گواہ ہے، اور خدا کے فرشتے بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ
وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ
اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَ
هٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ
عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ
مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ
لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

www.ackfatwa.com

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ ۙ
اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ: ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح (علیہ السلام) پر اور نبیوں پر اس کے بعد اور وحی بھیجی ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسمٰعیلؑ پر اور اسحٰقؑ پر اور یعقوب پر اور (اس کی) اولاد پر اور عیسیٰؑ پر اور ایوبؑ پر اور یونسؑ پر اور ہارونؑ پر اور سلیمانؑ پر اور دی ہم نے داؤدؑ کو زبور اور (بھیجے) ایسے رسول کہ بیان کیا ہم نے جن کو تجھ پر اس سے پہلے اور ایسے رسول کہ نہیں بیان کیا ہم نے ان کو تجھ پر اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰؑ سے بول کر۔ (بھیجے ہم نے) پیغمبر خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے تا کہ (باقی) نہ رہے لوگوں کے لئے اللہ پر الزام رسولوں کے بعد اور ہے اللہ زبردست حکمت والا۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس پر جو اس نے نازل کیا تجھ پر کہ نازل کیا ہے اس کو اپنے علم کے ساتھ اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ (حق کی) گواہی دینے والا۔ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے روکا اللہ کی راہ سے وہ بہک گئے دور کی گمراہی میں۔ جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے (دوسروں کا) نقصان کیا نہیں ہے اللہ کہ بخشے ان کو اور نہ یہ کہ دکھائے ان کو راہ مگر راہ دوزخ کی رہیں گے اس میں ہمیشہ اور ہے یہ اللہ پر آسان۔

تفسیر: (ہم نے) کچھ آپ کو انوکھا رسول نہیں بنایا جو یہ لوگ ایسی واہی تباہی فرمائش کرتے ہیں بلکہ (آپؐ کے پاس) بھی ایسی ہی (وحی بھیجی ہے جیسی) حضرت (نوح) علیہ السلام (کے پاس بھیجی تھی اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس) بھیجی تھی (اور) ان میں سے بعضوں کے نام بھی بتا دیتے ہیں کہ (ہم نے) حضرات (ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب) میں جو نبی گذرے ہیں (اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان) علیہم الصلوٰۃ والسلام (کے پاس وحی بھیجی تھی اور)

www.askfatwa.com

اسی طرح (ہم نے داؤد) علیہ السلام کے پاس بھی وحی بھیجی تھی، چنانچہ ان (کو) کتاب (زبور دی تھی، اور) ان کے علاوہ (اور) بعضے (ایسے پیغمبروں کو) بھی صاحب وحی بنایا (جن کا حال اس کے قبل) سورہ انعام وغیرہ مکی سورتوں میں (ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور) بعضے (ایسے پیغمبروں کو) صاحب وحی بنایا (جن کا حال) ابھی تک (ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور) حضرت (موسیٰ) علیہ السلام کو بھی صاحب وحی بنایا، چنانچہ ان (سے اللہ تعالیٰ نے خاص خاص طور پر کلام فرمایا) اوران سب کو ایمان پر نجات کی (خوش خبری دینے والے اور) کفر پر عذاب کا (خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تا کہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے) آنے کے (بعد کوئی عذر) ظاہراً بھی (باقی نہ رہے) ورنہ قیامت میں یوں کہتے کہ بہت سی باتوں کا حسن وقبح یعنی ان کا قابل عذاب یا قابل ثواب ہونا عقل سے معلوم نہ ہوسکتا تھا، پھر ہماری کیا خطا۔ (اور) یوں (اللہ تعالیٰ پورے زور) اور اختیار (والے ہیں) کہ رسولوں کو بھیجے بغیر بھی سزا دیتے تو اس وجہ سے کہ مالک حقیقی ہونے میں منفرد ہیں ظلم نہ ہوتا اور حقیقی عذر کا حق کسی کو نہ تھا لیکن چونکہ (بڑے حکمت والے) بھی (ہیں) اس لئے ان کی حکمت ہی رسولوں کو بھیجنے کی مقتضی ہوئی تا کہ ظاہری عذر بھی نہ رہے، یہ بیان حکمت درمیان میں تبعاً آ گیا تھا۔

آگے نبوت محمدیہ کا اثبات کر کے جواب کی تکمیل فرماتے ہیں اور اگر چہ اہل کتاب اپنے اس شبہ کے رفع ہونے پر بھی نبوت کو تسلیم نہ کریں لیکن واقع میں تو آپ کی نبوت ثابت ہے اور اس کے ثبوت پر صحیح دلیل قائم ہے، چنانچہ (اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جس کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی) کس طرح؟ (اپنے علمی کمال کے ساتھ) جس سے یہ کتاب عظیم معجزہ اور نبوت کی دلیل ہوگئی۔ ایسی معجز کتاب کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ آپ کی نبوت کی (شہادت دے رہے ہیں) اب رہا کسی کا ماننا نہ ماننا تو اول تو اس کا خیال ہی کیا (اور) اگر طبعاً جی ہی چاہتا ہو کہ دوسرے بھی مان لیں اور تصدیق کریں تو ان سے افضل مخلوق یعنی (فرشتے) آپ کی نبوت کی (تصدیق کر رہے ہیں،) اور مومنین کی تصدیق کا تو مشاہدہ ہی تھا، پس اگر چند احمقوں نے نہ مانا نہ سہی (اور) اصل بات تو وہی ہے کہ (اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی ہے) کسی کی تصدیق وتسلیم کی آپ کو حاجت ہی نہیں (جو لوگ) ان قطعی دلائل کے بعد بھی (منکر ہیں اور) طرہ یہ کہ اوروں کو بھی (خدائی دین سے مانع ہوتے ہیں وہ) حق سے (بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں) یہ تو دنیا میں ان کے مذہب کا حاصل ہے، اوراس کا ثمرہ آخرت میں آگے سنو کہ (بلا شبہ جو لوگ) حق کے (منکر ہیں اور) حق سے مانع بن کر (دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سوائے جہنم کی راہ کے اور کوئی) یعنی جنت کی (راہ دکھلائیں گے اس طرح پر کہ اس) جہنم (میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے، اور اللہ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات

www.askfatwa.com

ہے) کچھ سامان نہیں کرنا پڑتا۔

ربط: یہودیوں کے اعتراضات کے جواب اور نبوت محمدیہ علی صاحبہا السلام کے اثبات کے بعد اب تمام جہان کے انسانوں کو خطاب فرماتے ہیں کہ تمہاری نجات اسی میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آؤ۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ
فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧٠﴾

ترجمہ: اے لوگو! آ چکا تمہارے پاس رسول سچی بات لے کر تمہارے رب کی طرف سے تو مان لو یہ بہتر ہوگا تمہارے لئے اور اگر انکار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا۔

تفسیر: (اے تمام) جہان کے (لوگو تمہارے پاس یہ رسول) صلی اللہ علیہ وسلم (سچی بات) یعنی سچا دعویٰ سچی دلیل (لے کر تمہارے پروردگار) جل شانہ (کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو) صحیح دلیل سے دعوی ثابت کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ (تم) ان پر اور جو جو یہ فرمائیں سب پر (یقین رکھو)۔ جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہیں وہ اس پر قائم رہیں، اور جو نہیں لائے اب اختیار کر لیں (یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا) کیونکہ اس سے تمہاری نجات ہوگی (اور اگر تم منکر ہو گئے تو) تمہارا ہی نقصان ہے، خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں، کیونکہ (خدا تعالیٰ کی) تو (ملک ہے یہ سب جو کچھ) بھی (آسمانوں میں اور زمین میں) موجود (ہے) تو ایسے بڑے عظیم الشان مالک، قادر کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہو، مگر اپنی خیر منا لو (اور اللہ تعالیٰ) سب کے ایمان وکفر کی (پوری اطلاع رکھتے ہیں) اور دنیا میں جو پوری سزا نہیں دیتے تو اس لئے کہ (کامل حکمت والے) بھی (ہیں) وہ حکمت اس کو مقتضی ہے۔

ربط: آگے نصاریٰ سے خطاب ہے اور ان کے باطل عقائد کی تردید ہے۔

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا
فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ

مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

ترجمہ: اے کتاب والو مت غلو کرو اپنے دین میں اور مت کہو اللہ تعالیٰ پر مگر حق بات۔ مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کا رسول اور اس کا کلام ڈالا جس کو مریم کی طرف اور روح ہے اللہ کی طرف سے سو مانو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو اور نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ باز آجاؤ یہ بہتر ہوگا تمہارے واسطے۔ صرف ہے اللہ معبود اکیلا پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کی اولاد، اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کارساز،

تفسیر: (اے کتاب) انجیل (والو تم اپنے دین) کے بارے (میں) عقیدہ حق کی (حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو) کہ نعوذ باللہ وہ صاحب اولاد ہے جیسا بعض کہتے تھے کہ اَلْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ یا وہ مجموعہ اِلٰہ کا ایک جزو ہے جیسا بعض کہتے تھے اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ یعنی اللہ تین کے مجموعہ کا تیسرا جز ہے اور بقیہ دو میں سے ایک جزو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے تھے اور دوسرا جزو پھر بعض تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہتے تھے جیسا کہ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے اور بعض حضرت مریم علیہا السلام کو کہتے تھے جیسا اِتَّخِذُوْنِىْ وَ اُمِّىَ سے معلوم ہوتا ہے اور بعض خدا کو عین مسیح مانتے تھے جیسا ان کے قول اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ سے معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ سب عقیدے باطل ہیں۔ (مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ) کن کے سبب سے پیدا ہوئے (ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے) حضرت (مریم تک) حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے (پہنچایا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روح) یعنی جاندار (ہیں) باقی نہ وہ اللہ ہیں نہ ابن اللہ ہیں اور نہ تین میں کے ایک ہیں (سو) جب یہ سب باتیں غلط ہیں تو سب سے توبہ کرو اور (اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر) ان کی تعلیم کے مطابق (ایمان لاؤ) اور وہ موقوف ہے توحید پر، پس توحید کا عقیدہ رکھو (اور یوں مت کہو کہ) خدا (تین ہیں) اور مسیح تین میں کے ایک ہیں۔ اور اسی طرح باقی دو عقیدوں کو بھی چھوڑ دو کیونکہ یہ تینوں عقیدے شرک کے ہیں۔ غرض شرک سے (باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا) اور توحید کے قائل ہو جاؤ کیونکہ (معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے) اور (وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے) کیونکہ اگر اس کی اولاد ہو تو وہ بھی خدا ہوگی اور آسمانوں اور زمین میں

www.askfatwa.com

اس کی بھی ملکیت ہوگی اس لئے کہ ملکیت کے بغیر خدا متصور نہیں حالانکہ (جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں) کوئی اور اس میں شریک نہیں لہذا کوئی اور خدا بھی نہیں اور نتیجہ میں خدا کی کوئی اولاد نہیں۔ یہ دلیل ہوئی توحید کی۔ (اور) ایک اور دلیل یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں) اور ان کے سوا سب کارسازی میں ناکافی، دوسروں کے محتاج بلکہ ایک حد پر جا کر عاجز ہو جاتے ہیں۔ یہ کفایت صفات کمال میں سے ہے اور صفات کمال الوہیت و خدائی کے لوازم میں سے ہے۔ جب خدا کے غیر میں یہ کفایت موجود نہیں تو اس میں ایک صفت کمال کی نفی ہوئی جس کی وجہ سے خدائی کی نفی ہوتی ہے لہذا توحید ثابت ہوئی۔

ربط: اوپر حق تعالیٰ کی تنزیہہ کا اثبات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا ابطال کیا ہے۔ آگے اسی مضمون کی تائید و تاکید کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کا خود عبدیت و بندگی کا اقرار کرنا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ منکرین پر وعید اور ماننے والوں کے لئے وعدہ بھی سناتے ہیں۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

ترجمہ: ہرگز نہیں عار کرتا مسیح اس سے کہ ہو وہ بندہ اللہ کا اور نہ (عار کرتے ہیں) مقرب فرشتے۔ اور جو عار کرے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا، پھر جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے تو پورا دے گا ان کو ان کے ثواب اور زیادہ دے گا ان کو اپنے فضل سے۔ اور جنہوں نے عار کی اور تکبر کیا سو عذاب دے گا ان کو عذاب دردناک اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔

تفسیر: نصاریٰ خواہ مخواہ حضرت مسیح علیہ السلام کو الٰہ یا جزو الٰہ بنا رہے ہیں، حالانکہ خود حضرت (مسیح) کی یہ کیفیت ہے کہ جب وہ زمین پر تھے تو اس وقت میں ان کا اقرار عبدیت جو ان کی

الوہیت کو باطل کرتا ہے مشہور ہے اور سب ہی کو معلوم ہی ہے لیکن اب بھی جب کہ وہ آسمانوں پر ہیں اور ایک قسم کی رفعت و بلندی ان کو حاصل ہے، یا قیامت تک وہ جس حالت میں ہوں ان سے کوئی پوچھ کر دیکھے اس حالت میں بھی (ہرگز خدا کا بندہ بننے سے عار) اور انکار (نہیں کریں گے اور نہ مقرب فرشتے) کبھی عار کریں گے جن میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ہیں، جن کو خدا کا ایک جزو مانتے ہیں۔خود ان سے کوئی پوچھ کر دیکھے۔ (اور) وہ عار کریں کیسے؟ اس عار کرنے کا ایسا برا انجام ہے کہ (جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو) اس کا انجام سن لو (خدا تعالیٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس) یعنی حساب کے موقع پر (جمع کریں گے پھر جو لوگ) دنیا میں (ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے) یعنی عبد بنے رہے ہوں گے کیونکہ عبدیت کا حاصل یہی ایمان اور اعمال ہیں (تو ان کو تو ان کا پورا ثواب) بھی (دیں گے) جو کہ ایمان اور اعمال پر منصوص ہے (اور) اس کے علاوہ (ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دیں گے) جس کی تفصیل منصوص نہیں (اور جن لوگوں نے) عبد بننے سے (عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت دردناک سزا دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پائیں گے)۔

فائدہ: بظاہر ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ نصاریٰ کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے نہ عار تھا نہ تکبر تھا بلکہ ان کو خود مذکور مضمون کے جزو عبادت اور من جانب اللہ ہونے میں کلام تھا۔ جواب یہ ہے کہ ان کے مجموعی حالات سے یہ بات ثابت ہے کہ ان پر حق واضح ہو گیا تھا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں مگر آپ کا اتباع ان کو ناگوار تھا حالانکہ آپ کے اتباع کا حکم ہے اور ایک حکم سے انکار یا عار گویا سب ہی احکام سے انکار و عار ہے۔

ربط: نصاریٰ کے عقائد کے بطلان مع جزا و سزا کے بیان کے بعد آگے خطاب عام سے ان مضامین کا اور ان مضامین کے تعلیم فرمانے والے رسول اور قرآن کے صدق کا بیان کرتے ہیں او رتصدیق کرنے والوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ
بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ
وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾

www.askfatwa.com

ترجمہ: اے لوگو آ چکی تمہارے پاس دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور اتارا ہم نے تمہاری طرف نور صاف۔ سو جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور مضبوط پکڑا اس کو تو داخل کرے گا ان کو اپنی رحمت میں اور فضل میں اور بتا دے گا ان کو اپنی طرف سیدھا راستہ،

تفسیر: (اے) تمام (لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک) کافی (دلیل آ چکی ہے) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے (اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے) وہ قرآن مجید ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعہ سے جو کچھ تم کو بتایا جائے وہ سب حق ہے لہٰذا تم اس سب پر ایمان لے آؤ اور احکام پر کاربند ہو جاؤ۔ (سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے) جس کے لئے توحید وتنزیہ کا اعتقاد لازم ہے (اور انہوں نے اللہ) کے دین (کو) یعنی اسلام کو (مضبوط پکڑا) جس کے لئے رسول اور قرآن کی تصدیق لازم ہے (سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں) یعنی جنت میں (داخل کریں گے اور اپنے فضل میں) لے لیں گے یعنی دخول جنت کے علاوہ اور بھی عظیم نعمتیں دیں گے جن میں دیدار الٰہی بھی داخل ہے (اور اپنے تک) پہنچنے کا (ان کو سیدھا راستہ بتا دیں گے) یعنی دنیا میں ان کو اپنی رضا کا رستہ دکھائیں گے اور ان کو اس پر قائم وثابت رکھیں گے۔ اسی سے ایمان واعمال صالحہ کے تارک کی حالت معلوم ہوگئی کہ ان کو یہ ثمرات نہ ملیں گے۔

حکم 42:

شروع سورت کے ذرا بعد میراث کے احکام مذکور تھے، پھر وہاں سے تقریباً ایک پارہ کے بعد دوسرے احکام کے ساتھ میراث کے حکم کو بیان فرمایا اب ختم سورت پر پھر میراث کا ایک حکم ذکر کرتے ہیں۔ شاید تین جگہ اس کے متفرق کر دینے میں حکمت یہ ہو کہ اسلام سے پہلے میراث کے باب میں بہت ظلم تھا، پس سورت کے اول میں، وسط میں، آخر میں اس کے ذکر فرمانے سے مخاطبین کو اندازہ ہوگا کہ ان احکام کا بہت اہتمام کیا گیا ہے جس سے وہ بھی ان پر عمل کرنے میں زیادہ اہتمام کریں گے۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ

وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ

لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ

www.askfatwa.com

كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع

ترجمہ: حکم پوچھتے ہیں تجھ سے کہہ دے اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا۔ اگر کوئی مرد مر جائے اور نہ ہو اس کی اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لئے آدھا ہوگا اس کا جو وہ چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہوگا اس بہن کا اگر نہ ہو اس کی اولاد۔ پھر اگر وہ ہوں دو بہنیں تو ان دونوں کے لئے ہوگا دو تہائی اس مال کا جو چھوڑ مرا۔ اور اگر (وارث ہوں چند بھائی بہن ہوں مرد اور عورتیں تو ایک مرد کے لئے ہوگا برابر دو عورتوں کے حصہ کے۔ بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے مبادا تم گمراہ ہو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

تفسیر: (لوگ آپ سے) کلالہ کی یعنی جس کی نہ اولاد ہو نہ ماں باپ ہوں میراث کے بارے میں (حکم دریافت کرتے ہیں آپ ؐ) جواب میں (فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے) وہ یہ ہے کہ (اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو) یعنی نہ مذکر نہ مونث اور نہ ماں باپ ہوں (اور اس کی ایک) سگی یا باپ شریک (بہن ہو تو اس) بہن (کو) مقدم حقوق جیسے قرض اور وصیت کو پورا کرنے کے بعد بچ رہنے والے (اس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا) اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو اس کو دیا جائے گا ورنہ پھر اسی بہن پر رد یعنی لوٹا دیا جائے گا۔ (اور وہ شخص اس) اپنی بہن (کا) قرض و وصیت کے بعد بچے ہوئے کل ترکہ کا (وارث ہوگا اگر) وہ بہن مر جائے اور (اس کی اولاد نہ ہو) اور اس کے والدین بھی نہ ہوں۔ (اور اگر) ایسی (بہنیں دو) یا زیادہ (ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے) اور ایک تہائی عصبہ کو۔ اور اگر عصبہ نہ ہو تو بطور رد کے انہی کو مل جائے گا۔ (اور اگر) ایسی میت کے جس کی نہ اولاد ہے نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مونث (وارث چند) یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی (بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو) ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ (ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر) یعنی بھائی کو دو حصہ بہن کو ایک حصہ۔ (اللہ تعالیٰ تم سے) دین کی باتیں (اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم) ناواقفی سے (گمراہی میں نہ پڑو) یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں) پس احکام کی مصلحتوں سے بھی مطلع ہیں اور احکام میں ان کی رعایت کی جاتی ہے۔

www.askfatwa.com